خواتین سیرت نگاروں کے رجحانات اور اسالیبِ تحقیق

The Research Methodology & Trends in Female Seerah Writer

حافظ محمد شارق*

مریم نورین**

Abstract

Prophet Muhammad peace be upon him, is a role model for all mankind. In every domain of life, one may find the best shining example to follow. For this reason, it has always been an extremely important practice of Muslim Scholars to write prophetic biography. Many Muslim scholars have contributed by means of books of Seerah (Biography) and provided guidance in connection with modern challenges and conditions. Most of the known writers are male, however there are many female writers in the contemporary world who have been engaged in contributing to Biographical Studies.

The article is an effort to analyze the contemporary work on Seerah done by the women scholars. We aim to examine the features, research methodology and the trends in the work done on the Prophetic Biography.

Key Words: Seerah, Prophetic Biography, Muslim female authors

پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر عہد کے تمام انسانوں کے لیے ایک کامل نمونہ اور رہبرِ حیات ہیں۔ کوئی شخص کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتا ہو، سیرت نبوی میں ہمیں اس کے لیے زندگی گزارنے کا بہترین اسوہ ہمیشہ مل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت النبیؐ کی اہمیت ہر دور میں مسلم اور معروف رہی ہے۔ اس علمی روایت کا آغاز عہد نبوی اور صحابہ کرام سے ہی ہو جاتا ہے لیکن اس دور میں سیرت نگاری زیادہ تر زبانی روایات تک محدود تھی، صحابہ کرام کے بعد کے دور میں سیرت نگاری بتدریج ترقی پاتے ہوئے ایک علیحدہ علم کی حیثیت اختیار کر گئی اور بلا مبالغہ کم و بیش چودہ صدیوں میں کروڑہا کتب اس موضوع پر اب تک لکھی جا چکی ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ سیرت نگاری میں نہ صرف مرد حضرات بلکہ خواتین نے بھی بھرپور حصہ لیا

* لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ ادیان و مذاہب، وفاقی اردو یونیورسٹی عبدالحق کیمپس کراچی۔

** پی ایچ ڈی اسکالر، شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور۔

ہے۔ گو کہ مرد سیرت نگاروں کی نسبت خواتین کی تعداد محدود اور کم رہی ہے، یقیناً کچھ فطری مسائل اور معاشرتی بندھن بھی تھے جن کی وجہ سے اس فن میں کوئی خاتون کا نام نمایاں نہ ہو سکا لیکن اس کے باوجود سیرت نگاری کے میدان میں مسلم خواتین نے کئی اہم اضافے کیے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے ہاں خواتین کے کام کو نمایاں نہیں کیا گیا اور ہمیشہ یہ کام انتہائی محدود طبقے تک ہی پہنچ پایا ہے۔ للہٰذا یہ آگاہی بھی ایک اہم ضرورت ہے کہ خواتین سیرت نگاروں نے اشاعتِ دینِ اسلام کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ کے مقدس شعبہ میں کس قدر اہم اور گراں بہا خدمات انجام دی ہیں۔ نیز خواتین کی جانب سے سیرت پر ہونے والے کام کو سامنے لانا عصرِ حاضر میں اس لیے بھی ضروری ہے کہ کئی خواتین اسکالرز نے نہ صرف اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے بلکہ سیرت نگاری میں نئی جہات اور رجحانات کا بھی اضافہ کیا ہے جن کے اسالیبِ تحریر، مقصد اور رجحانات کا جائزہ لینا اشد ضروری ہے۔

سیرت کے لغوی و اصطلاحی معنی

عربی زبان میں لفظ "سیرت" سار، یسیر سے اسم مصدر ہے۔ اس کا واحد اسم "السیرۃ" اور جمع "السیر" ہے۔ عربی لغت کے ماہر ابن منظور کے مطابق "سیر" کے معنی الذھاب (چلنا پھرنا) ہے۔ سیرت کے معنی ہیت اور حالت کے ہیں۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

«اَلسِیْرَۃُ: اَلْھَیْئَۃُ. وَفِيْ التَّنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ: سَنُعِیْدُھَا سِیْرَتَھَا الْأُولٰی» [1]

"سیرت سے مراد ہیئت ہے۔ تنزیل العزیز [یعنی قرآن مجید] میں ہے کہ عنقریب ہم اسے اس کی پہلی حالت پر لے آئیں گے"۔

یہ حالت جب کسی شخصیت کے بارے میں ہو تو اسے بھی سیرۃ کہتے ہیں۔ چنانچہ امام علی بن الجرجانی لکھتے ہیں:

"لغوی طور پر سیرت سے مراد مطلق طریقہ یا کردار لیا جاتا ہے، خواہ وہ کردار یا طریقہ اچھا ہو یا برا"۔ [2]

اُردو میں "سیرت" کے معانی کم و بیش وہی ہیں جو اس کے اصطلاحی معنی ہے۔ یعنی عادت، طریقہ، خاصیت، حالات و واقعات، طرزِ زندگی اور سوانح حیات وغیرہ۔ اصطلاح میں سیرت سے مراد خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے احوال و واقعات لیے جاتے ہیں۔ دائرۃ العارفِ الاسلامیہ میں ہے:

«اَلسِیْرَۃُ هِيَ التَّرْجَمَۃُ الْمَأْثُوْرَۃُ لِحَیَاۃِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ» [3]

"سیرت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق آثار کے مجموعے کا نام ہے"۔

اسی طرح اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مصنف لکھتے ہیں:

"سیرت کے اولین اصطلاحی معانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی اور سوانح حیات ہیں"۔[4]

جبکہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے سیرت کے ضمن میں صحابہ کرام کے حالات بھی شامل کیے ہیں۔ آپ اپنے رسالہ "عجالہ نافعہ" میں لکھتے ہیں:

"آنچہ متعلق بوجود پیغمبر ما صلی اللہ علیہ السلام و صحابہ کرام و آن عظام است و از ابتدائے تولد آنجناب تاغایت وفات آن را سیرت گویند"۔[5]

"جو کچھ ہمارے رسول ﷺ و صحابہ کرام کی عظمت اور ان کے وجود سے متعلق ہو جس میں آپ ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کیے گئے ہیں، وہ سیرت ہے"۔

لغوی و اصطلاحی معانی کی اس بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیرت کا لغوی مفہوم اگرچہ کردار، حالات، عادت، سوانح عمری وغیرہ لیے جاتے ہیں لیکن اصطلاحی معنوں میں سیرت کے معنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے جملہ پہلو مثلاً معاشی، معاشرتی، سیاسی، حربی، شخصی سبھی شامل ہو جاتے ہیں۔

سیرت نگاری کی اہمیت

نوعِ انسانی کو اللہ تعالیٰ نے جب خلیفۃ فی الارض مقرر کیا تو اسے تہذیب کے خار و پلنگ میں تنہا نہیں چھوڑا، بلکہ اپنی شان ربوبیت کے تحت انسان کے رشد و ہدایت کا سلسلہ بھی جاری فرمایا۔ یہ سلسلہ محض کتب و الواح کی صورت میں نہیں بلکہ عملی نمونے کے اہتمام کے ساتھ پیغمبروں کو بھی بھیجا جس کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام اور اختتام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ اب تا قیامت انسانوں کے لیے منارہ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات ہے اور آپ ہی کے اسوہ سے تمام انسانیت زندگی کے جملہ پہلوؤں پر ضیا پا سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[6]

"تحقیق تمہارے لیے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"۔

یہ آیت مبارکہ بتلاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات ساری انسانیت کے آئیڈیل کی حیثیت رکھتی ہے اور دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کا واحد راستہ مصطفیٰ کی پیروی ہی ہے۔ حتیٰ کہ ایک موقع پر قرآن مجید میں آپ ﷺ کی اطاعت کا اللہ کی اطاعت کے برابر قرار دیا ہے۔[7] قرآن مجید میں یہ صراحت بھی کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد تربیت وتزکیہ، آیاتِ الٰہیہ کی تبلیغ اور کتاب وحکمت کی تعلیم ہے۔[8]

چنانچہ اس لحاظ سے ضروری ہے کہ اس بے مثال ہستی کے کارنامۂ حیات اور اس زندگی کے تمام نشیب وفراز اور معاملات کا مطالعہ کیا جائے۔ یہ مطالعہ ہمیں سیرت النبی کے علم سے میسر آتا ہے جس کے بغیر یہ کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے کہ انسان صحیح معنوں میں اسلام پر عمل پیرا ہو سکے۔ نیز عصری تناظر میں بھی مطالعہ سیرت کی یہ اہمیت ہے کہ ہم اس دعوی کی صداقت پر عملی طور پر ایمان لائیں آپ صلی اللہ تا قیامت ہدایت کا منبع ہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

"سیرت ایک لا متناہی اور متلاطم سمندر ہے، علم سیرت محض ایک شخصیت کی سوانح عمری نہیں ہے بلکہ یہ ایک تہذیب، ایک تمدن، ایک قوم اور ایک الٰہی پیغام کے آغاز اور ارتقا کی ایک انتہائی دلچسپ اور انتہائی مفید داستان ہے۔ سیرت ایک ایسا دریائے تلاطم ہے جس کے درہائے ناسفتہ لا متناہی ہیں"۔[9]

مسلم خواتین اور سیرت نگاری کی تاریخ

صحابہ کرام کا معمول تھا کہ وہ آپ ﷺ کے احوال، گفتار، نشست و برخاست، طرزِ معاشرت کی ایک ایک تفصیل نوٹ کر لیا کرتے تھے جو سیرت نگاری کے ہی مثل ہے، البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اصولی اعتبار سے سیرت نگاری کی ابتدا در حقیقت بعثت کے وقت ہی ہو گیا تھا اور اس کا آغاز بھی خانہ نبوی کی خاتون سیدہ خدیجہ الکبریٰ سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحیٔ الٰہی اتری اور آپ نے گھر آکر حضرت خدیجہؓ کو اس تفصیل سے آگاہ کیا تو انھوں نے آپ کی سیرت کے بارے میں ہی فرمایا کہ:

«كَلَّا وَاللهِ مَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ»[10]

"بخدا اللہ آپ کو کبھی رسوانہ کرے، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ آپ امین ہیں، مہمانوں کی ضیافت کا حق ادا کرتے ہیں، حق بجانب امور میں آپ ہمیشہ ہی معین و مددگار رہتے ہیں"۔

یہ جملے بلاشبہ سیرت نگاری کا آغاز تھے اور یہ شرف خواتین کو ہی حاصل ہوا کہ وہ اس علم کی تاسیس سرانجام دیں۔[11] اس کے بعد خواتین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بیان کردہ وہ روایات جو نبی کریم ﷺ کے احوال بیان کرتی ہیں؛ سیرت نگاری میں شامل کی جاسکتی ہیں۔[12] ڈاکٹر محمود الحسن عارف لکھتے ہیں کہ ان کا پایہ سیرت نگاری میں سب سے زیادہ بلند ہے کیونکہ ان کا سرمایہ روایات بعض دوسرے صحابہ کی طرح محض سنی سنائی روایات پر مبنی نہیں بلکہ ان کی زیادہ تر روایتیں ذاتی سماع اور ذاتی مشاہدے پر مبنی ہیں"۔[13]

سیدہ عائشہؓ کے علاوہ وہ صحابیات جنھوں نے مختلف غزوات میں شرکت کی اور ان غزوات کے بارے میں واقعات بھی بیان کیے، جب سیر و مغازی کی تالیف و تدوین کا دور آیا تو ان کی تحقیق، باہمی مذاکرہ پر مبنی روایات سے بھی کام لیا گیا۔[14]

یہ سیرت نگاری کا غیر منظم آغاز تھا، عربی زبان میں انہی روایات کی بنیاد پر مرد سیرت نگار مثلاً ابن اسحاق وغیرہ نے سیرت النبی ﷺ پر ضخیم کتب لکھیں، لیکن خواتین کی جانب سے اس میدان میں کوئی تصنیفی کام سامنے نہ آسکا۔ یہی حال اٹھارہویں صدی تک انیسوی صدی تک اردو زبان کا بھی رہا، تاآنکہ نواب سلطان جہاں بیگم (1858-1930) نے "سیرت مصطفٰے" کے نام سے ایک مختصر کتابچہ لکھا۔[15] اس کتاب تک ہماری رسائی تاحال نہ ہوسکی ہے، تاہم اس کتاب کو ہم اردو زبان میں سیرت پر پہلی باقاعدہ کتاب کہہ سکتے ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں ہمارے سامنے ایک اور کتاب "میلاد النبی ﷺ موسوم بہ کوکب دری" منظر پر آئی۔ یہ کتاب خجستہ اختر بانو نے لکھی اور بڑے بڑے مشاہیر مثلاً علامہ شبلی نعمانی، مولانا الطاف حسین حالی اور سید امیر علی نے اس کتاب پر اپنی آراء دیں۔ اس کے بعد خواتین سیرت نگاروں کی جانب سے متعدد کتب شایع ہوئیں اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت تک مجموعی طور پر خواتین کی تحریر کردہ ڈیڑھ سو سے زائد کتب اردو میں شایع ہوچکی ہیں جن میں سے بعض کتب واقعتاً اپنے موضوع پر اہم کاوش کا درجہ رکھتی ہیں۔[16] ہمارے حالیہ دور میں بھی ہر ایک برس خواتین سیرت نگاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور کئی اہم مقالہ جات اور کتب منصۂ شہود پر آئیں۔ بلکہ اس دور کو خواتین کی جانب سے سیرت نگاری کا عہد زریں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ بالخصوص اکیسوی صدی کے آغاز کے بعد سے کئی اہم تحقیقی کتب منظر عام پر آئی ہیں۔ اکیسویں صدی کے بعد شایع ہونے والی چند ایک معروف کتب کی تفصیل یہ ہے:

۱۔	فرزانہ خان	رسول ﷺ کی انقلابی زندگی	تاریخ پبلی کیشنز، بہاولپور	۲۰۰۰ء
۲۔	خالدہ جمیل	اطاعتِ رسول رحمت ﷺ	۱۸۲ ابلاک بی، EMD کوآپریٹو سوسائٹی لاہور،	۲۰۰۴ء
۳۔	بشریٰ امام دین	پیارے نبی ﷺ کی سیرت طیبہ	دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد	۲۰۰۴ء
۴۔	پروفیسر مسز اختر رشید	سراج منیر	ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ، گورنمنٹ آف سندھ، خیابانِ اتحاد، کراچی	۲۰۰۴ء
۵۔	تسنیم کوثر	اسلام کا عسکری نظام سیرت النبی کی روشنی میں	صادق پبلیکیشنز، اردو بازار، لاہور	۲۰۰۵ء
۶۔	قیصرہ حیات	انوار اسماء النبی ﷺ	علم و عرفان پبلشرز، اردو بازار، لاہور	۲۰۰۵ء
۷۔	عذرا نسیم فاروقی	مدنی معاشرہ (عہد رسالت میں)	ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد	۲۰۰۵ء
۸۔	نگہت ہاشمی	رسول ﷺ ہمارے محسن	النور پبلیکیشنز، بہاولپور	۲۰۰۶ء
۹۔	ام عبد منیب	سیرت النبی ﷺ کا انسائیکلوپیڈیا	دار الکتب سلفیہ، لاہور	۲۰۰۹ء
۱۰۔	آسیہ سحر	وجہ تخلیق کائنات	الجلبیس پاکستانی بک پبلشنگ سروسز،	۲۰۱۳ء
۱۱۔	مدیحہ فاطمہ	سیرۃ الرّسولؐ	اسرا پبلی کیشنز	۲۰۱۶

یہاں ہم نے محض ۲۰۰۰ء کے بعد شایع ہونے والی دس اہم کتابوں کی تفصیل لکھی ہے، و گرنہ اس عرصے میں اور کئی کتب شایع ہوئی ہیں اور اہل علم سے داد وصول کر چکی ہیں۔ اس کے علاوہ ہزاروں مقالات ہیں جن کی تعداد میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ سن ۲۰۰۰ء کے بعد لکھی جانے والی کتابوں کی یہ خصوصیت ہے کہ سیرت کو موضوعاتی رجحان کے ساتھ عصری تقاضوں کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔

خواتین سیرت نگاروں کے رجحانات اور اسالیب تحقیق

سیرت النبیؐ ایک ایسا موضوع ہے جس پر قلم اٹھایا جائے تو ہزارہا اسالیب اور رجحانات تخلیق کیے جا سکتے ہیں، یہ اسی موضوع کا اعجاز ہے کہ جو صاحب ایمان مصنف اس پر قلم اٹھاتا ہے وہ حیاتِ طیبہ سے ایسے گلہائے رنگ پیش کرتا ہے جس میں ہر ایک پہلو سے ایک نئی جہت اور سمت میں رہنمائی ملتی ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی کے بقول "سیرت اپنے حسن و جمال، اپنی موزونیت و لطافت اور اپنی اثر انگیزی و دل آویزی کے لیے کسی بڑے آدمی کی سفارش، کسی حکیم کے علم و دانش اور کسی ادیب اور صاحبِ قلم کے اندازِ نگارش یا رنگینیِ بیان کی محتاج نہیں 'اس کے لیے زیادہ سے زیادہ ایک مصنف کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے 'وہ حسنِ بیان، حسن ترتیب اور حسنِ انتخاب ہے"۔[17]

مرد سیرت نگاروں کی طرح خواتین سیرت نگاروں کے ہاں بھی ہمیں منفرد اسالیب اور رجحانات ملتے ہیں جن سے نہ صرف عوام الناس نے استفادہ کیا ہے بلکہ اہل علم نے بھی ان کتبِ سیرت سے تحقیق و تدبر کی نئی راہیں دریافت کی ہیں۔

اسالیب تحقیق

اسالیبِ تحقیق سے ہماری مراد یہی ہے کہ محقق اپنے تحقیقی کام کے لیے ماخذ کا انتخاب، اس کا خاکہ، تنقیدی تجزیہ اور تحقیق کے نتائج کس طرح مرتب کرتا ہے۔ اس حوالے سے جب ہم خواتین سیرت نگاروں کے تصنیفی کام کا جائزہ لیتے ہیں سوائے چند ایک کتب کے اکثر کتب میں ماخذ و مصادر کا ذکر تو ضرور کیا گیا ہے لیکن کسی بھی معیاری اسلوبِ تحقیق کے مطابق حوالہ نہیں دیا گیا۔ یہ مسئلہ اُن خواتین سیرت نگاروں میں عام طور پر موجود ہے جو رسمی اعتبار سے اعلیٰ تعلیم یافتہ (مثلاً ایم فل، پی ایچ ڈی) نہ ہونے کی وجہ سے جدید اسالیبِ تحقیق سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ نور بانو محجوب کی کتاب "خیر البشر"، ریحانہ تبسم کی "حضورِ اقدس ﷺ کا گھرانہ"، اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور کی "صاحبِ قرآن بنگاہِ قرآن"، خالدہ جمیل کی "اطاعتِ رسولِ رحمت" یا پھر سیدہ سعدیہ غزنوی کی ایوارڈ یافتہ کتاب "نبی اکرم بطور ماہر نفسیات" ہو، بیشتر کتب صحیح طور پر حوالہ جات یا کتابیات سے محروم ہیں۔ غالباً اس کی وجہ بنیادی مصادر کے بجائے ثانوی کتبِ سیرت سے استفادہ کرنا ہے۔ جبکہ اعلیٰ رسمی تعلیم کی حامل سیرت نگاروں میں ہمیں یہ اہتمام ملتا ہے کہ انھوں نے مکمل حوالہ جات اور مصادر کی تفصیل لکھی ہے۔

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کی کتاب "عرب اور موالی"، ڈاکٹر زینت ہارون کی کتاب "حضرت محمد ﷺ کی مدنی زندگی"، ، ڈاکٹر غزالہ علیم کی "طبِ نبوی"، نگہت ہاشمی کی طب نبوی، پروفیسر مسز مدثر حمید کی "نسب نامہ نبوی"، شاہین کوثر مغل کی "نبی کریم ﷺ کے سماجی روابط اور امت مسلمہ "، ڈاکٹر روفہ اقبال کا مقالہ "عہد نبوی ﷺ کے غزوات و سرایا"، گل ریز محمود کی کتاب "دورِ نبوت میں شادی بیاہ کے رسم ورواج اور پاکستانی معاشرہ"، یا دیگر ایسی خواتین سیرت نگار جنھوں نے اس موضوع پر حصولِ سند یا تحقیقی جرائد ومجلات کے لیے مقالے لکھے ہیں،اس فہرست میں شامل ہیں۔روایتی اسلوب میں لکھی سیرت کے برعکس تحقیقی کتب میں احادیث کی صحت کا بھی خصوصی اہتمام موجود ہے۔مثلاً نگہت ہاشمی اپنی کتاب طبِ نبوی کے آغاز میں یہ وضاحت کرتی ہیں کہ اس کتاب میں ایسی احادیث کو ہی جمع کیا گیا ہے جو حدیث کی صحیح کتب سے لی گئی ہیں۔[18] اسی طرح رسولِ عربی کے ہزار معجزات کی مصنفہ خاتون نے بھی اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ معجزات کے ضمن میں صحیح ترین واقعات کا انتخاب کیا جائے اور اس کی تخریج بھی کی جائے۔محترمہ لکھتی ہیں:

> "خاتم النبیین کے بے شمار ان گنت معجزات میں سے حسب مقدرت مستند کتب احادیث سے نقل کر کے پیش کیے ہیں۔ نبی پاک شاہ لولاک ﷺ کے تمام معجزات کو یکجا کرنا تقریباً ناممکن ہے کیونکہ معجزات احاطہ شمار میں نہیں آسکے،اس لیے اپنی بساط کے مطابق ان معجزات کو جمع کیا ہے"۔[19]

تاہم بعض نام مثلاً" تعلیم الفائزون "اور "فوز العظیم "کی مصنفہ پروفیسر فائزہ احسان صدیقی نے بوجوہ تحقیقی اسلوب اپنانے سے گریز کیا ہے جبکہ "اُسوۃ حسنہ " کی مولفہ بنت الاسلام اور سیدہ سعدیہ غزنوی نے مختصر حوالہ جات نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے جس کا مقصد کتاب کی عوامی افادیت کو برقرار رکھنا تھا۔چنانچہ "اسوہ حسنہ "کی مولفہ لکھتی ہیں کہ "ایک عام انسان جس نے صرف احادیث پڑھنی ہیں اور ان سے حضورؐ کے احکام معلوم کرنے ہیں،اس کے لیے اتنا کافی ہے کہ اسے پتہ چل جائے کہ جو حدیث اس نے پڑھی ہے وہ بخاری کی ہے یا مسلم کی یا کسی اور کتاب کی۔اسے اس بات سے دلچسپی نہیں ہوگی کہ جس کتاب سے یہ حدیث لی گئی ہے اس میں یہ کس جگہ بیان ہوئی ہے۔"[20]

یہی معاملہ اشاریہ کا ہے جو اکثر کتب میں موجود نہیں ہے۔اسی طرح ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں سوائے تحقیقی مقالہ اور رجحان ساز کتب کے، اکثر کتب میں نتائجِ تحقیق کے بجائے محض ادیبانہ اسلوب میں سیرت نگاری کی گئی ہے جس سے قاری کو عہد نبوی کے حالات تو معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کے اطلاقی پہلوؤں سے وہ لاعلم رہتا ہے۔

خواتین سیرت نگاروں کا اسلوبِ تحقیق جان لینے کے بعد اب ہم ان کے رجحانات کا جائزہ لیں گے کہ یہ لٹریچر عصری تقاضوں سے کیا تعلق رکھتا ہے، ان رجحانات کی عصری اہمیت کیا ہے اور سیرت نگار کس حد تک کسی رجحان کی تکمیل میں کامیاب رہی ہے۔

رجحانات

سابقہ تفصیل کی روشنی میں یہ بات بلا تردد کہی جاسکتی ہے کہ سیرت نگاری کے شعبے میں مردوں کی طرح خواتین کی جانب سے بھی عمدہ اور بیش بہا تصنیفات منصہ شہود پر آچکی ہیں۔ بالخصوص بیسوی صدی کے اواخر سے زمانہ حال تک جو کتب سامنے آئی ہیں ان کا شمار بہت مشکل ہے۔ سیرت نبوی اپنی بے پناہ وسعت کی وجہ سے جن بے پناہ امکانات کی حامل ہے، خواتین سیرت نگاروں نے امکانات سے اپنے اپنے انداز میں خوب استفادہ کیا ہے اور اس بنا پر یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ بچوں کے لیے سیرت کی تعلیم ہو یا علم و دانش کے متعلقین کے لیے سیرت نبوی کی مختلف جہات، تحقیقی اسلوب ہو یا ادیبانہ طرزِ نگارش، ہر انداز میں سیرت کے ہر پہلو پر خواتین سیرت نگاروں کا رجحان ساز کام ہمیں ملتا ہے۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ اہم کام عصری موضوعات سے متعلق تحقیقی و تجزیاتی رجحان پر ملتا ہے۔

سیرت طیبہ کے اطلاقی پہلو کی طرف توجہ بیسوی صدی میں اردو سیرت نگاری کا انتہائی اہم رجحان ہے اور اس رجحان نے سیرتی ادب میں اردو سیرت نگاری کو نمایاں مقام دلانے میں اہم کردار ادا کیا۔[21] یہ رجحان فطری طور اسی لیے پیدا ہوا کہ عصرِ حاضر میں دین اسلام کی وسعت اور سیرت نبوی کی معنویت و مقصدیت کو اجاگر کیا جاسکے۔[22] بلکہ ہر دور میں سیرت کے نت نئے پہلو سامنے آرہے ہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی (۱۹۵۰-۲۰۱۰ء) لکھتے ہیں:

> "سیرت مبارکہ کے نئے نئے پہلوؤں کے سامنے آنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سیرت سرور انبیاء پر کام کا آغاز ہی اب ہوا ہے اور اب تحقیق کی ایک نئی دنیا، تحقیق کا ایک نیا سمندر اور تحقیق کا ایک نیا عالم دریافت ہوا ہے۔"[23]

بلاشبہ یہ سیرت نبوی کا امتیاز ہے کہ چودہ صدیوں سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و تعلیمات سماج کے تمام مسائل کے حل اور ہر شعبہ ہائے زندگی کے لیے قابل اطلاق ہے۔ خواتین سیرت نگار بھی اس جہت میں اپنی تحقیقی صلاحیتیں منوا چکی ہیں اور اس حوالے سے مختلف علوم کی ماہر خواتین

نے اپنے اپنے شعبہ علم کے اشارے حیاتِ طیبہ میں تلاش کر کے سیرت النبی کے کئی درخشندہ پہلو سامنے لائے۔ یہ امر کوئی اتفاقی نہیں، بلکہ خود خواتین سیرت نگاروں کو بھی اس بات کا ادراک ہے کہ سیرت طیبہ کے نئے پہلوؤں پر نگاہِ تفکر ڈالنا کس قدر ضروری ہے۔ چنانچہ سیرت نگار زینت ہارون قیامِ امن سے متعلق لکھتی ہیں:

"اس وقت حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے ایک ایک اور ایسے گوشوں پر غور و فکر کی ضرورت ہے جو قیامِ امن کے لیے عملی طور پر ہماری راہنمائی کریں اس لیے میں نے آپ ﷺ کی تعلیمات کے حوالے سے اس پر بحث کی ہے کہ آپ نے مدنی زندگی میں انسانیت کے لئے دیگر اصلاحی اقدامات فرمانے کے ساتھ ساتھ قیامِ امن پر بھرپور توجہ دی۔"[24]

خواتین سیرت نگاروں کی جانب سے سیرت طیبہ کے اطلاقی پہلو اور عصری تناظر میں سیرت کے مطالعے پر اردو زبان میں غیر مطبوع مقالات کے علاوہ جو کتب شایع ہو چکی ہیں، ان میں سے چند عنوانات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر سعدیہ غزنوی، نبی کریم بطور ماہر نفسیات، الفیصل، لاہور، ۲۰۰۷۔
۲۔ تسنیم کوثر، اسلام کا عسکری نظام سیرت النبی کی روشنی میں، صادق پبلیکیشنز، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۵ء۔
۳۔ ام عبد منیب، رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت جانوروں پر، مشربہ علم و حکمت، ملتان روڈ، لاہور ۲۰۰۱ء۔
۴۔ ڈاکٹر سعدیہ غزنوی۔ اسوۂ حسنہ اور علم نفسیات، الفیصل، ۱۹۹۳۔
۵۔ فرزانہ خان، رسول ﷺ کی انقلابی زندگی، تاریخ پبلیشکنز، بہاولپور، ۲۰۰۰ء۔
۶۔ پروفیسر فائزہ احسان صدیقی، تعلیم الفائزون، رب پبلشرز، کراچی، ۲۰۰۷ء۔
۷۔ نجمہ راجا یٰسین عہد نبوی کا بلدیاتی نظم و نسق، مکتبہ معارف اسلامی، ایف بی ایریا، کراچی، ۲۰۰۷ء۔
۸۔ نگہت ہاشمی، طبِ نبوی، النور پبلیکشنز، بہاپور، ۲۰۰۹ء۔
۹۔ شہناز کوثر، حضور ﷺ کی معاشی زندگی، اختر کتاب گھر، لاہور، ۱۹۹۳۔
۱۰۔ میمونۃ الکبریٰ، حضرت محمد ﷺ اور آپ کا گھرانہ، امی سوشیو ایجوکیشنل سروسز، پشاور، ۲۰۱۲ء۔
۱۱۔ خالدہ جمیل، اطاعتِ رسول رحمت ﷺ، ۱۸۲ بلاک بی، EMD کوآپریٹو سوسائٹی لاہور، ۲۰۰۴ء۔
۱۲۔ نگہت ہاشمی، عظیم منتظم، النور پبلیکیشنز، بہاولپور۔
۱۳۔ شاہین کوثر مغل، نبی اکرم ﷺ کے سماجی روابط اور امت مسلمہ، اسلامی بک ڈپو، مظفر آباد، ۲۰۱۲ء۔

ان کتب میں اول الذکر کتابیں خواتین سیرت نگاری میں بڑی رجحان ساز واقع ہوئی ہیں۔ عصرِ حاضر کے لیے ان کے اطلاقی پہلوؤں کو سمجھنا اس لحاظ سے انتہائی اہم ہے کہ موجودہ دور میں مسلمان علمی اعتبار سے بہت احساس کمتری میں مبتلاء ہیں۔ ایسے میں نبی ﷺ کی ایک ایک صفت کو اجاگر کرنا، ان کی باریکیوں کو سمجھنا، اور حیات طیبہ کے تفصیلی مطالعے کے بعد نبی رحمت کی شان عصری تناظر میں واضح کرنا سیرت کا ایک نیا پہلو ہے۔ مثلاً رحمۃ اللعالمین کا محدود تصور ہمارے اذہان میں برسوں سے راسخ ہے، لیکن اس کی وسعت کا علمی مشاہدہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ رحمۃ اللعالمین جمیع مخلوق کے لیے ہے۔ اسی وسعت کی توضیح سیرت نگار ام عبد منیب اس طرح کرتی ہیں:

"ہمارے پیارے نبی کے بہت سے نام ہیں، انھی میں ایک رحمۃ للعالمین بھی ہے، رحمۃ للعالمین کا مطلب ہے "تمام دنیا اور جہانوں کے لیے رحمت"۔ آپ شاید جانتے ہی ہوں گے کہ کائنات میں لاتعداد دنیائیں آباد ہیں۔ مثلاً انسانوں کی دنیا، حیوانوں کی دنیا، بچوں کی دنیا، غلاموں کی دنیا، ستاروں کی دنیا، صحراؤں کی دنیا، پانی کی دنیا، غرض ہر قسم کی مادی اشیاء کی اپنی اپنی الگ دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب دنیاؤں کو پیدا کیا اور رسول کو ان سب دنیاؤں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔"[25]

اسی طرح "نبی اکرم بطور ماہر نفسیات" کی مصنفہ نے جو تحقیقی کام سیرت اور علم نفسیات کی روشنی میں پیش کیا ہے، وہ بھی اس موضوع پر ایک انتہائی اہم اور رجحان ساز کتاب ہے۔ افواجِ پاکستان کے مشیر برائے نفسیات ڈاکٹر مطیع الرحمٰن اس کتاب پر اپنے تبصرے میں کہتے ہیں:

"سیدہ سعدیہ غزنوی نے جو پہلا قدم اٹھایا ہے وہ بلاشبہ بارش کے پہلے قطرے کی مانند ہے مگر اس پہلے قطرے میں اضافی خوبی یہ ہے کہ اس میں روزمرہ کے نفسیاتی مسائل کا سرسری جائزہ ہی نہیں بلکہ ان سے نجات پانے کا قابل عمل نسخہ بھی ہے۔"[26]

مفتی محمد حسین نعیمی دیباچے میں لکھتے ہیں:

"محترمہ سیدہ سعدیہ غزنوی نے اپنی اس کتاب "نبی صلی اللہ علیہ وسلم بطور ماہر نفسیات" کو لکھ کر سیرت النبیؐ کے ہمہ گیر ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے اور ماہرین نفسیات کو توجہ دلائی ہے کہ وہ احادیث مبارکہ کا بغور مطالعہ کریں تو ان کو نفسیاتی طریقۂ علاج کے سلسلے میں وافر روشنی حاصل ہو سکتی ہے۔"[27]

اس کتاب کی بدولت ہمیں یہ جاننے کو ملتا ہے کہ آپ ﷺ کے ہر ایک عمل، دوسروں کے ساتھ ہر ایک رویے اور آپ کے ہر ایک ارشاد کے پیچھے بے شمار حکمتیں پنہاں ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے تعامل ان کی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے اور وہ اصول جو آج سائنس دریافت کر رہی ہے؛ پیغمبر اسلام کی زبان سے صدیوں پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔[28]

اگر ہم خواتین سیرت نگاروں کے مقالہ جات کا جائزہ لیں واضح ہوتا ہے تحقیقی تصانیف میں یہی وہ رجحان ہے جو خواتین میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ عصری اور اطلاقی موضوعات سے قریب ایک اور رجحان کلامی اور جدلی ہے۔ کلامی رجحان سے مراد سیرت طیبہ سے متعلق اعتقادی اور کلامی مباحث ہیں مثلاً نبوت و رسالت کی حقیقت، ذات مطہرہ پر اعتراضات کے جوابات، ختم نبوت، بشاراتِ نبوی، معجزاتِ نبوی وغیرہ۔ یہ رجحان عصر حاضر میں اس لحاظ سے انتہائی اہم ہے کہ اسلاموفوبیا کے اس ماحول میں غیر مسلموں تک اسلام کی دعوت پہنچانے میں یہ رجحان کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ خواتین سیرت نگاروں نے اس رجحان پر کم لکھا ہے۔ ان میں سے اردو زبان کی چھ اہم کتب یہ ہیں:

۱۔ ڈاکٹر روفہ اقبال، عہد نبوی کے غزوات و سرایا، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۹۱ء۔

۲۔ مزمل خاتون، رسول عربی ﷺ کے ہزار معجزات، اورئینٹل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء۔

۳۔ مونا میر، مترجم، ذکرِ محمد ویدوں اور پرانوں میں، قاسمی پبلشنگ ہاؤس، کراچی، ۲۰۰۲۔

۴۔ خیر النساء، محسن نسواں، حرا ایجوکیشنل اکیڈمی، کراچی ۱۹۷۶ء۔

۵۔ جائے امن اور پیغمبرِ امن ﷺ، اختر کتاب گھر، لاہور، ۱۹۹۶۔

یہ وہ چند کتب ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل، اعتراضات کا جائزہ تفصیل سے لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر روفہ اقبال اپنی کتاب میں غزوات و سرایا کے واقعات بیان کرتے ہوئے وہ ان کی توجیہات اور نتائج بھی سامنے رکھتی ہیں۔ ایک جگہ پر مصنفہ ہجرت مدینہ کے بارے میں لکھتی ہیں:

"مستشرقین نے اس ہجرت کو فرار کا نام دیا ہے اگر یہ مظالم سے فرار تھا تو حبشہ سب سے بہترین مقام تھا جہاں پہلے ہجرت کرنے والے مہاجرین کی پشت پناہی نجاشی شاہ حبش نے اپنے ارکان دولت کی مخالفت کے باوجود کی تھی۔ مسلمان وہاں چلے جاتے تو آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی رسوم اور عبادات بجالاتے اور سمجھ کر مطمئن ہو جاتے کہ ہم پر اس سے زیادہ ذمہ داری نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرار وہ شخص یا جماعت اختیار کرتی ہے جس کے سامنے کوئی ایجابی مقصد نہیں ہوتا یا عملی قدم اٹھانے کی طاقت نہیں

ہوتی۔ جس کا نتیجہ رہبانیت یا خودکشی ہوتی ہے۔ یہاں تو لا الہ الا اللہ کا مقصد ہی فلاح دنیا اور نجات آخرت بتلایا گیا تھا۔ اگر یہ فرار ہوتا تو اس کے نتائج وہ نہ ہوتے جو وہ ۱۵۔۱۶ سال میں سارے عرب کے مسلمان ہونے کی صورت میں ظاہر ہوئے اور آج بھی تاریخ کے اوراق اور مسلمانوں کی زندگی شہادت دے رہی ہے کہ حضور کی ہجرت ایک بلند مقصد کے لیے تھی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت نہ فرماتے یا مقام ہجرت کوئی دوسرا اختیار کرتے تو اس قدر جلد چار لاکھ مربع میل کا رقبہ اسلام کا حلقہ بگوش نہ ہوتا۔"[29]

خواتین سیرت نگاروں کی جانب سے رجحان ساز کتب میں مدیحہ فاطمہ کی کتاب "سیرۃ الرّسول" بھی شامل ہے جو ادارہ اسرا سے شایع ہوئی ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت اس کا تحقیقی اسلوب اور جدید ذہن کے سوالات کے جوابات دینا ہے۔ بعیثت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی حیثیت، نبوت کے عقلی دلائل، عرب میں بعیثت کے حکمت و توجیہات اور اس طرح کے کئی امور پر مصنفہ نے بحث کی ہے۔ مصنفہ انتہائی موزوں انداز میں جدید ذہن کی ترجمانی کرتے ہوئے سوال اٹھاتی ہیں:

"یہاں یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ ایک ایسا انقلاب جس نے سارے عالم کی تاریخ کو یکسر بدل کر رکھ دیا، اس کے لیے سرزمینِ عرب کا انتخاب کیوں کیا گیا؟ عرب اور اہل عرب کی وہ کون سی خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر کو عربوں میں بھیجا؟ الغرض کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لیے عرب کا ہی انتخاب کیوں کیا گیا؟۔"[30]

اس کے علاوہ دعوتی رجحان کی حامل وہ بھی کتب بھی ہیں جن کا موضوع رسول اللہ ﷺ کی دعوت، مشن اور آپ کے پیغام کے عملی ظہور کے لائحہ عمل ہے۔ ان کتب میں بالعموم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعیثت کے بعد لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ایک مسلم معاشرے کی تشکیل کی۔ دعوتی رجحانات کی حامل کتب میں سے چند اہم کتب اور مقالہ جات یہ ہیں:

۱۔ تسنیم کوثر، رسول اکرم ﷺ کا اسلوبِ انقلاب، صادق پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

۲۔ شاہدہ منیر، عہد رسالت کا خاموش انقلاب، صادق پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۱ء۔

۳۔ ڈاکٹر رخسانہ جبین، حالاتِ حاضرہ میں سیرت کا پیغام، خواتین میگزین، لاہور، ۲۰۰۹ء۔

۴۔ مسرت شوکت چیمہ، اسلام ایک عالمی دعوت، سیرت النبی کی روشنی میں، اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ، ۲۰۰۰ء۔

۵۔ نگہت ہاشمی، رسالت ایک مشن ہے، النور پبلی کیشنز، بہاولپور، ۲۰۰۷ء۔

ان کتب کے علاوہ سیرت پر جو کام ہوا ہے، ان کے رجحانات ملے جلے اور اسلوب ادبی اور تالیفی ہے۔ نیز مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ خواتین نے دیگر شعبہ جات کے علاوہ سیرت نگاری میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ اور شعبہ سیرت نگاری میں بعد میں آنے والی خواتین کے لیے راہیں ہموار کیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین سیرت نگاروں کے تحقیقی کاموں کو نمایاں کیا جائے تاکہ خواتین میں نئے رجحانات کا فروغ ہو سکے۔

خلاصہ تحقیق

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ خواتین نے دیگر شعبہ جات کے علاوہ سیرت نگاری میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے اور شعبہ سیرت نگاری میں بعد میں آنے والی خواتین کے لیے راہیں ہموار کیں۔ نیز خواتین سیرت نگاروں نے علم سیرت کے نئے اور اہم رجحانات سے بھی واقف کروایا ہے۔ تاہم اسلوب تحقیق کے حوالے سے آگہی کی ضرورت بہر حال موجود ہے، نیز خواتین سیرت نگاروں کی حوصلہ افزائی کے لیے بھی حکومتی سطح پر بھرپور اقدامات ہونے چاہییں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین سیرت نگاروں کے تحقیقی کاموں کو نمایاں کیا جائے تاکہ خواتین میں نئے رجحانات کا فروغ ہو سکے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] بن منظور الافریقی، لسان العرب، دار صادر۔ بیروت، ۱۹۹۰ء، ج۴، ص۴۸۹۔

[2] الجرجانی، علی بن محمد بن علی: التعریفات (دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ) ص ۱۶۳۔

[3] موجز دائرۃ المعارف الِاسلامیۃ، مرکز الشارقۃ لِلابداع الفکري، الطبعۃ: الأولی، 1418 ہ - 1998 م، باب السیرۃ، ج19، ص6014۔

[4] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، اردو، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۳ء، ج۱۱، ص۵۰۶۔

[5] دہلوی، شاہ عبد العزیز، محدث: عجالہ نافعہ، مترجم و شارح، ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، ۱۹۶۴ء، ص۴۸۔

6 القرآن، سورۃالاحزاب:۲۱۔

7 الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر (المتوفی ۳۱۰ھ)، جامع البیان فی تاویل القرآن، تحقیق احمد محمد شاکر، موٗسۃ الرسالۃ،ط/۱ ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م، سورۃالاٴحزاب:۲۱۔

8 القرآن، سورۃالبقرۃ:۱۵۱۔

9 محمود احمد غازی (ڈاکٹر)، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ط/۷، ۲۰۰۷، ص ۱۵۔

10 بخاری، اٴبو عبداللہ، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ (المتوفی ۲۵۶ھ)، صحیح بخاری، تحقیق محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، ط/۱، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث ۳، ج۷، ص ۲۴۔

11 حمد حسین علی (ڈاکٹر)، سیرت نگاری وراس کے پہلو، مکتبہ اسلامیہ ممبرا، ط/۷، ۲۰۰۷، ص ۴۴۔

12 نفس مصدر، ص ۵۳۔

13 محمود الحسن عارف (ڈاکٹر)، سیرت نگاران سرورعالم ﷺ، السیرہ، عالمی شمارہ۔۱۲، اکتوبر ۲۰۰۴، صفحہ ۳۰۹۔

14 صلاح الدین ثانی (پروفیسر ڈاکٹر)، اصولِ سیرت نگاری، مکتبہ یادگار شیخ الاسلام علامہ شبیر عثمانی، کراچی، ۲۰۰۳، صفحہ ۵۲، ۵۳۔

15 محمد حسین صدیقی، ہندوستان کی بیس بڑی خواتین، زم زم پبلشرز، اردو بازار، کراچی، ۱۴۲۱ھ، صفحہ ۱۷۸۔

16 سید عزیزالرحمن، پاکستان میں اردو سیرت نگاری، دارالعلم والتحقیق، ۲۰۱۲، صفحہ ۶۷۔

17 ابوالحسنعلی ندوی، نبیؐ رحمت، مجلس نشریاتِ اسلام، جدید ایڈیشن، ۱۹۸۰ء، صفحہ ۲۰۔

18 نگہت ہاشمی (استاذہ)، طب نبوی ﷺ، النور پبلیکیشنز، لاہور، ط/۱ جون ۲۰۰۹ء، ابتدائیہ، ص ۱۰۔

19 مزمل خاتون، رسول عربی کے ہزار معجزات، اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸، ص ۴۵۔

20 بنت الاسلام، اسوہ حسنہ، بزم بتول، ۱۹۹۹ء، ص ۱۹۔

21 فکرو نظر (سہ ماہی)، جلد ۴۹، خصوصی اشاعت۔ صفحہ ۷۷۔ ۲۰۱۱-۲۰۱۲۔

22 حمد حسین علی (ڈاکٹر)، سیرت نگاری وراس کے پہلو، مکتبہ اسلامیہ دہلی، ط/۹، ۲۰۰۹، ص ۵۴۔

23 ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۹ء، صفحہ ۶۴۶۔

24 زینت ہارون، حضرت محمد ﷺ کی مدنی زندگی قیام امن کے لیے اقدامات، کاؤنسل فار اسلامک اسٹڈیز، کراچی، ۲۰۰۳ء)۔

25 ام عبد منیب، رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت جنوروں پر، مشربہ علم وحکمت، لاہور، ۲۰۰۱، صفحہ ۲۲۲۔

26 سیدہ سعدیہ غزنوی، نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۲۔

27 نفس مصدر، ص ۷، ۶۔

28 نفس مصدر، ص ۵۔

29 ڈاکٹر روفہ اقبال، عہد نبوی ﷺ کے غزوات وسرایا، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۴، صفحہ ۱۰، ۹۔

30 مدیحہ فاطمہ، سیرت الرّسولؐ، معاون مصنف: حافظ محمد شارق، اسرا پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۶، صفحہ ۲۱۔